بحث ونظر　مولانا مفتی مختار اللہ حقانی
(قسط۲)　مفتی ومدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

سادات اور بنو ہاشم کو زکوٰۃ دینے کی شرعی حیثیت

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ ظاہر الروایۃ کے مطابق تو بنو ہاشم اور سادات کو زکوٰۃ یا دیگر صدقات واجبہ دینا جائز نہیں۔ مگر نادر الروایۃ سے پتہ چلتا ہے آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد جب خمس الخمس جو بنو ہاشم کو زکوٰۃ اور دیگر صدقات واجبہ کے عوض ملتا تھا منقطع ہوا۔ تو امام اعظم ابوحنیفہؒ نے جواز کا قول فرمایا' اور اس ضرورت وحاجت کو مدنظر رکھتے ہوئے امام طحاویؒ اور دوسرے فقہائے احناف نے اس نادر الروایۃ قول کو ترجیح دی اور ان کے علاوہ بعض فقہا شوافع' حنابلہ اور مالکیہ نے بھی حالات اور ضروریات کے تحت جواز کا فتویٰ دے دیا' جنکا ذکر گزشتہ صفحات میں ہو چکا ہے' اور یہی رائے موجودہ حالات میں بھی قرین قیاس ہے اس لئے لوگ نفلی صدقات تو درکنار فرض زکوٰۃ کی ادائیگی میں بھی لیت ولعل سے کام لیتے ہیں اور زکوٰۃ کی ادائیگی سے بچنے کے لئے سو بہانے تلاش کرتے ہیں' تو اگر ان حالات میں بھی بنو ہاشم کو صدقات واجبہ دینے کی اجازت نہ دی جائے تو لازماً خاندان پیغمبر ﷺ کے غریب اور محتاج افراد' مالدار اور اصحاب ثروت کے سامنے دست سوال دراز کرتے رہیں گے جو انتہائی ذلت ورسوائی کی بات ہے' اس لئے کہ بنو ہاشم اور سادات ذی شرف واصحاب عز صفا لوگ ہیں۔ ان کی عزت وعصمت کا خیال رکھنا مسلمانوں کا مذہبی فریضہ ہے۔ مگر موجودہ حالات میں مسلمان اپنی مذہبی اور دینی ذمہ داریوں کی تکمیل میں کوتاہی کے شکار ہیں' جس سے لازماً یہ بات سامنے آچکی ہے کہ بنو ہاشم اور سادات سوال کرنے بلکہ غربت وافلاس کی وجہ سے دین چھوڑنے پر مجبور ہو چکے ہیں۔

تو اگرچہ بنو ہاشم کو زکوٰۃ کے جواز کا قول نادر الروایۃ ہے مگر ضرورت کے تحت اس کو ترجیح دینا کوئی نئی بات نہیں بلکہ فقہ حنفی میں بہت سارے ایسے مسائل موجود ہیں جو بذات خود نادر الروایۃ ہیں مگر ظاہر الروایۃ کے مقابل میں متاخرین فقہاء کرام نے ضرورت وحاجت کے تحت ان کو مفتی بہ قرار دیا ہے بطور نمونہ چند فتاویٰ ملاحظہ ہوں۔

غیر ظاہر الروایۃ مسائل:

(۱)　مثلاً ظاہر الروایۃ کے مطابق شفعہ میں طلب اشہاد کے بعد طلب خصومت میں خواہ کتنی ہی تاخیر ہو جائے تو امام ابوحنیفہؒ اور ابو یوسفؒ کے مذہب کے مطابق شفعہ صحیح ہے۔ اس تاخیر سے شفیع کا حق شفعہ ساقط نہیں ہوتا' جبکہ امام محمدؒ اور امام زفرؒ کے نزدیک طلب خصوصیت میں بلاعذر شرعی ایک مہینہ تاخیر کرنا حق شفعہ کو باطل کر دیتا ہے۔ تو اس مسئلہ

شرعی حیثیت

میں اگرچہ امام محمدؒ امام زفرؒ کا قول غیر ظاہر الروایۃ ہے' مگر متاخرین فقہاء کرام نے تغیر احوال الناس کی وجہ سے امام محمدؒ کے قول پر فتویٰ دیا ہے۔ علامہ شامیؒ لکھتے ہیں۔ الفتویٰ الیوم علی قول محمد لتغیر احوال الناس في قصد الارارویة ظهران افتاهم بخلاف ظاهر الروایة لتغیر الزمان فلا یرجح ظاهر الروایة علیه (ردالمختار ۲۲۶/۶)

(۲)　　اسی طرح ظاہر الروایۃ کے مطابق عورت کا ظاہر کف ستر کے حکم میں داخل ہے لیکن ضرورت کی وجہ سے امام قاضی خانؒ نے لکھا ہے کہ ظاہر کف ستر کے حکم میں نہیں علامہ شامیؒ نے شرح منیہ کے حوالہ سے لکھا ہے۔ فكان هو الاصح وان كان غير ظاهر الرواية (ردالمختار ۳۰۶/۱) یہ زیادہ صحیح ہے اگرچہ یہ روایت غیر ظاہر الروایۃ ہے۔ بلکہ ضرورت کے وقت ضعیف روایت کو بھی مفتی بہ قرار دیا جاسکتا ہے۔ علامہ ابن نجیمؒ نے البحر الرائق کے باب الحیض میں حیض کے الوان کے متعلق مختلف اقوال نقل کرنے کے بعد لکھا ہے۔ وفي المعراج عن فخر الائمة لو افتي مفت بشئي من هذا الاقوال في مواضع الضرورة طلبا لتيسير كان حسنا (البحر الرائق ۳۳۵/۲)

کہ المعراج میں فخر الائمہ سے مروی ہے کہ اگر کوئی مفتی ان اقوال میں ضرورت کے وقت کسی قول پر تیسیر (آسانی) کے لئے فتویٰ دے تو یہ اچھا ہے۔ حضرت مفتی اعظم مفتی محمد شفیعؒ نے بھی اپنے رسالہ میں اس کو نقل کیا ہے۔ چنانچہ وہاں ملاحظہ ہو (جواہر الفقہ: ۱۶۲/۱)

اور یہی اصول مفتی محمد سلیمان منصور پوری مدظلہ نے بھی لکھے ہیں کہ حنفیہ کے نزدیک ضعیف قول پر عمل کی ممانعت ایسے وقت میں ہے جبکہ ہوائے نفس کی بنیاد پر ضعیف کو اختیار کیا جارہا ہو اس کے برخلاف اگر واقعی ضرورت متقاضی ہو تو حنفیہ بھی ضعیف قول پر عمل کرنے سے منع نہیں کرتے (فتویٰ نویسی کے رہنما اصول۔ ص۔ ۲۱۸)

ضرورت کے تحت ضعیف قول پر عمل کی مثالیں:

(۱)　　ذخائر فقہ میں اس کی بہت مثالیں موجود ہیں مثلاً طرفین کے نزدیک اگر منی اپنی اصل جگہ سے شہوت کے ساتھ ہٹ جائے تو منی کے باہر آتے ہی غسل واجب ہو جاتا ہے۔ خواہ شرمگاہ سے باہر نکلتے وقت شہوت ہو یا نہ ہو اور حضرت امام ابو یوسفؒ کے نزدیک یہ حکم ہے کہ اگر شرمگاہ سے نکلتے وقت شہوت نہ ہو تو غسل واجب نہ ہوگا' اگرچہ منی اصل جگہ سے شہوت کے ساتھ جدا ہوئی ہو۔ اس مسئلہ میں طرفین کا قول ظاہر مذہب ہے اور امام ابو یوسفؒ کی رائے ضعیف ہے لیکن اگر کوئی مسافر ہو یا کوئی کسی جگہ مہمان ہو اور غسل جنابت کرنے میں اسے شرم آتی ہو اور اس پر تہمت لگنے کا اندیشہ ہو تو حضرات فقہاء نے ایسے لوگوں کے لئے اجازت دی ہے کہ اگر وہ انزال کے وقت عضو مخصوص کو پکڑ لیں

اور منی نہ نکلنے دیں اور شہوت بالکل ختم ہو جائے اگر اس کے بعد منی کا خروج ہو جائے تو امام ابو یوسفؒ کے قول کے مطابق اس پر غسل ضروری نہ ہوگا۔ حالانکہ یہ حکم ظاہر مذہب کے خلاف ہے' لیکن ضرورتاً اسے مفتی بہ بنادیا گیا ہے (فتویٰ نویسی کے رہنما اصول ۲۱۸)

اسی طرح کی اور بھی مثالیں ذخائر فقہ میں موجود ہیں' جہاں ضرورت کے تحت ضعیف قول پر فتویٰ دیا گیا ہے' چنانچہ مفتی محمد سلیمان منصور پوری مدظلہ نے ان میں سے بعض کا ذکر کیا ہے اور آخر میں لکھا ہے کہ ان مثالوں سے واضح ہو گیا کہ ضرورت مند شخص کو ضعیف قول پر عمل کرنے کی فی الجملہ اجازت ہے اور مفتی بھی ایسے شخص کے لئے ضعیف قول پر فتویٰ دے سکتا ہے۔ (فتویٰ نویسی کے رہنما اصول ص ۲۲۲)

مذہب غیر پر فتویٰ اور اس کی مثالیں: بلکہ عموم بلویٰ اور ضرورت کی وجہ سے کسی بھی مذہب پر فتویٰ دیا جا سکتا ہے' جس میں سہولت اور آسانی ہو بلکہ ضرورت کی وجہ سے فاسد اور باطل معاملات کو بھی جائز قرار دیا جا سکتا ہے۔ اس وجہ سے زمانہ حال میں بہت سارے معاملات ایسے ہیں جو بذات خود فاسد یا باطل ہیں مگر عموم بلویٰ کی وجہ فقہاء کرام نے ان کو جائز قرار دیا ہے جیسا کہ مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیعؒ نے لکھا ہے:

(بعد فقال العبد الضعيف محمد المدعو بالشفيع الديوبندى كان الله له ان فى ايامنا هذه قد شاعت المعاملات الفاسدة و الباطلة فى التجارات والاجارات وعمت بها البلوى ومشائخ الائمة الاربعة متفقون على هذا العمل والفتوىٰ عند البلوىٰ والاضطرار العام على مذهب من مذاهب الفقهاء المجتهدين يوجد فيه الرخصة والسهولة (جواہر الفقہ ۱۵۸/

میں عبد الضعیف محمد شفیع الدیوبندی کان اللہ کہتا ہے کہ ہمارے زمانے میں تجارت اور اجارہ کے اندر بہت سارے فاسد اور باطل معاملات رائج ہیں اور یہ ایک عموم بلویٰ بن چکا ہے۔ مشائخ ائمہ مذاہب اربعہ اس بات پر متفق ہیں کہ حالت اضطرار اور عموم بلویٰ کے وقت مذہب کسی بھی مذہب پر عمل کرنا یا فتویٰ دینا جائز ہے جسمیں آسانی ہو سہولت موجود ہو جیسا کہ علماء احناف نے مفقود الخبر میں مالکیہ کے مذہب کے مذہب پر فتویٰ دیا ہے۔

ضرورت کے تحت غیر مفتی بہ قول پر فتویٰ: اور اسی ضرورت کے تحت مفتی بہ قول کے بجائے' غیر مفتی بہ قول پر فتویٰ دیا جا سکتا ہے ذخائر فقہ میں اس کی بھی مثالیں موجود ہیں۔ مثلاً الکوحل ایک قسم کی شراب ہے' فقہ حنفی کے مفتی بہ قول کے مطابق ہر قسم کی شراب چاہے کسی بھی شے سے بنی ہوئی ہو نجس اور حرام ہے' مگر موجودہ دور میں الکوحل کئی قسم کی ادویات اور عطریات میں استعمال ہوتا ہے۔ اور آج کل ان عطریات اور ادویات کا استعمال عموم بلویٰ کی صورت اختیار کر چکی ہے تو اس ضرورت کے تحت ہمارے متاخرین فقہاء کرام نے الکوحل ملی ادویات' عطر اور اسپرٹ کے

استعمال کو جائز قرار دیا ہے۔ چنانچہ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

سوال: انگریزی دوا جو پینے کی ہوتی ہے اس میں عموماً اسپرٹ ملائی جاتی ہے، یہ ایک قسم ہے، اعلیٰ درجہ کی شراب کی، یعنی شراب کا سٹ ہے کہ جب اس امر کا یقین ہو چکا اور مسلم ہے تو انگریزی (ہسپتال) کی دوا پینا جائز ہے

الجواب: اسپرٹ اگر عنب، زبیب، رطب اور تمر (کھجور) سے حاصل نہ کی گئی ہو تو اس میں گنجائش ہے، للاختلاف ورنہ گنجائش نہیں للاتفاق (امداد الفتاویٰ ۸۲/۱)

اور شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثانی مدظلہ لکھتے ہیں: وبهذا يتبين حكم الكوحل المسكرة التي عمت بها البلوى اليوم فانها تستعمل في كثير من الادوية والعطور والمركبات الاخرى فانها ان اتخذت من العنب او التمر فلاسبيل الى حلها و طهارتها وان اتخذت من غيرهما فالامر فيها سهل على مذهب ابي حنيفة ولا يحرم استعمالها للتداوى اولاغراض مباحة أخرى مالم تبلغ حد الاسكار ولايحكم بنجاستها أخذاً لقول أبي حنيفة وان معظم الكوحل التي تستعمل اليوم في الادوية والعطور وغيرها لاتتخذمن العنب او التمر بل تتخذ تتغد من الحبوب او القشورا والبترول وغيرهم كما ذكرنا في باب بيع الخمر من كتاب البيوع وحينئذ هناك فسحة في الاخذ بقول ابي حنيفة عند عموم البلوى (تکملۃ فتح الملہم ۶۰۸/۳)

اس سے ان نشہ آور الکحل کا حکم بھی واضح ہوا، جو آج کل عموماً استعمال ہوتا ہے، اس قسم کا الکحل بہت سارے ادویات، عطریات اور دیگر مرکبات میں استعمال کیا جاتا ہے تو اگر یہ الکحل انگور یا کھجور سے بنا ہوا ہو تو پھر تو ان کی حلت اور طہارت کے لئے کوئی راستہ نہیں لیکن اگر یہ الکحل ان دونوں اشیاء کے علاوہ دیگر اشیاء سے بنی ہوئی ہو تو پھر اس میں امام ابوحنیفہؒ کے مذہب کے مطابق قدر آسانی ہے کہ جب تک وہ الکحل حد اسکار (نشہ) تک نہ پہنچے تو دوائی کے طور پر اور اسی طرح دیگر جائز اغراض میں اس کا استعمال حرام نہیں۔ اور نہ اس پر نجاست کا حکم لگایا جائے گا۔ آج کل جو الکحل ادویات، عطریات اور دیگر اشیاء میں استعمال ہوتی ہے وہ انگور اور کھجور سے بنی ہوئی نہیں بلکہ پیٹرول، میوہ جات اور دیگر اشیاء سے بنی ہوتی ہے، جیسا کہ ہم نے باب بیع الخمر میں بیان کیا ہے، تو اس وقت عموم بلویٰ کی وجہ سے امام ابوحنیفہؒ کے قول کو لینے میں آسانی ہے۔ تو جس طرح اس مسئلہ میں ضرورت اور عموم بلویٰ کے تحت غیر مفتی بہ قول کو مفتی بہ قرار دیا گیا، اور ضرورت و حاجت کے تحت ضعیف، نادر الروایۃ اور غیر مذہب پر فتویٰ دیا گیا

اسی طرح چونکہ یہاں بھی شدید ضرورت موجود ہے اس لئے کہ لوگ زکوٰۃ سے بچنے کیلئے سو بہانے بناتے ہیں تو نفل صدقات نہ ہونے اور دوسری طرف خمس الخمس ہونے کی وجہ سے غریب سادات اور بنو ہاشم اپنی ضرورت کی تکمیل کیلئے کبھی دوسروں کے سامنے دستِ سوال پھیلانے کی ذلت و رسوائی کا سامنے کرتے رہیں گے، اور کبھی وہ فرق

باطلہ کا لقمہ بنتے رہینگے۔ حالانکہ سادات اور بنو ہاشم کو ذلت اور رسوائی سے بچانے اور ان کی عزت وعصمت کو برقرار رکھنے کیلئے زکوٰۃ حرام کی گئی ہے۔ اور اُسی کے عوض ان کیلئے مال غنیمت اور مال فی کے خمس سے پانچواں (۱/۵) حصہ مقرر کیا گیا تھا' جیسا کہ ہدایہ میں لایدفع الی بنی ھاشم لقوله علیه السلام یا بنی ھاشم ان الله حرّم علیکم غسالة الناس واوساخهم وعوضکم منها بنجس الخمس (الھدایۃ علی صدر البنایۃ ۲۰۴/۴) کہ بنی ہاشم کو زکوٰۃ نہیں دی جائے گی' اسلئے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے بنی ہاشم بیشک اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں پر لوگوں کے میل وکچیل کو حرام کیا ہے' اور اسکے عوض تمہارے لئے خمس کا پانچواں حصہ مقرر فرمایا ہے۔

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں۔ قال رسول الله ﷺ انه لایحل لکم اھل البیت من الصدقات شئی انما ھی غسالة الایدی وان لکم خمس الخمس لما یغنیکم (البنایۃ ۲۰۴/۴) کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے اہل بیت بیشک تمہارے لئے صدقات میں سے کوئی بھی چیز حلال نہیں' تمہارے لئے خمس الخمس ہے جو تمہارے لئے کافی ہوگا۔

جبکہ آج کل بلکہ زمانہ قدیم سے خمس الخمس کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے۔ حالانکہ زکوٰۃ لینے کی ذلت سوال اور گداگری کی ذلت سے اھون اور اسہل ہے۔ اس لئے اگر ان کو زکوٰۃ کی اجازت نہ دی جائے تو اسی طرح بنو ہاشم کو ذلت ورسوائی' گمراہی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ حالانکہ مسلمان اہل بیت اور خاندان رسول ﷺ کی عزت وعظمت پر مامور ہے' اور اجازت نہ دینے کی صورت میں مسلمانوں کے ہاتھوں وہ ذلیل وخوار ہو جائیں گے۔ ان کی عزت وعصمت اور خاندانی شرافت بالکل تہس نہس ہو جائے گی۔ اس لئے حالات ضروریات اور اس کے تقاضے اس امر کے متقاضی ہیں کہ اس غیر ظاہر الروایۃ کو ترجیح دے کر مفتی بہ قرار دیا جائے اور پھر یہاں پر تو امام ابو جعفر طحاویؒ اور امام محمد بن حسن الشیبانیؒ کے ترجیحی کلمات بھی موجود ہیں۔

امام محمدؒ درجہ اجتہاد مطلقہ پر فائز شخصیت ہیں اور امام ابو جعفر طحاویؒ طبقہ دوم مجتہدین فی المذھب میں شمار کئے جاتے ہیں اگر چہ علامہ کمال پاشا نے غلطی سے آپ کو طبقہ سوم مجتہدین فی المسائل میں ذکر کیا ہے۔ مگر ہیں وہ طبقہ دوم کے مجتھد انکے علاوہ محدث العصر علامہ انور شاہ صاحب کی ترجیحی کی مزید تائید اور دیگر علماء محققین کے فتویٰ نے تو بالکل راہ ہموار کر لی ہے اور کسی بھی شک وشبہ کی بھی گنجائش نہیں چھوڑی۔

قواعد واصول کے جواز کو ترجیح: اس کے علاوہ اس امر کی اجازت ہمیں فقہاء کرام کے کئی مقرر قواعد اور اصول سے بھی ملتی ہیں مثلاً فقہاء کرام نے یہ قاعدہ اور اصول مقرر کیا ہے کہ الامر اذا ضاق اتسع یعنی اذا ظھر مشقة فی امر یرخص فیه ویوسع (معین القضاة والمفتین ص ۵)

کہ جب کسی امر میں تنگی ہو جائے تو اس میں وسعت لانا پڑے گی۔ یعنی جب کسی امر میں تنگی اور مشقت محسوس ہو جائے تو

اس میں رخصت اور وسعت کرنا ہوگا۔ اور یہاں پر بھی موجودہ حالات کے تناظر میں عدم جواز میں دقت ضیق اور تنگی واقع ہوچکی ہے اور یہ ایسی تنگی رہے ہے جو وسعت کی طلبگار ہے' اسی طرح الضرر یزال (معین القضاۃ ' ص ٦) ضرر کو زائل کیا جائے گا۔ اور الضروریات تبیح المحظورات۔ (معین القضاۃ) ضروریات حرام چیزوں کو حلال (مباح) کر دیتے ہیں اور یہاں پر بھی عدم جواز کی ترجیح میں ضرر ہے جس کو زائل کرنا ضرور ہوگیا ہے۔ اور بسا اوقات سادات پر ایسے حالات بھی آجاتے ہیں جن کے لئے حرام اشیاء بھی حلال ہوجاتے اور ویسے بھی حاجت ضرورت کے برابر ہوتا ہے۔ فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ الحاجۃ ینزل منزلۃ الضرورۃ عامۃ او خاصۃ (معین القضاۃ ص ٦) اسی طرح فقہاء کرام نے ایک اصول مقرر کیا ہے کہ الضرر الاشد یزال بالضرر الاخف (معین القضاۃ' ص ٦) کہ بڑے ضرر کو چھوٹے ضرر سے زائل کیا جائے گا۔ چونکہ سادات اور بنو ہاشم کیلئے دوسروں کے سامنے دست سوال دراز کرنا ضرر عظیم ہے اسلئے اس ضرر کو اخذ زکوۃ جو اوساخ الناس ہیں' ضرر اخف سے زائل کرنا اور ختم کرنا مناسب رہے گا۔

اسی طرح درء المفاسد اولی من جلب المنافع (معین القضاۃ ص ٦) کہ مفاسد کو ختم کرنا ان کو دور کرنا زیادہ بہتر ہے منافع پانے سے' چونکہ یہاں پر بھی بنو ہاشم کو خمس الخمس نہ ملنے اور زکوۃ کے عدم جواز سے کئی مفاسد کا سامنا ہے۔ جو مشاہدات میں آچکے ہیں۔ اس لئے اوساخ الناس سے بچنے کی بجائے ان مفاسد سے بچانا زیادہ اولی اور بہتر ہے تو مذکورہ قواعد و اصول بھی جواز کے قول کو ترجیح دینے کی راہ ہموار کرتے ہیں۔

متاخرین علماء محققین کے فتاویٰ: اسی لئے اس ضرورت اور زمانہ کے بدلتے ہوئے حالات اور اس کے تقاضوں اور اس مجبوری کو مدنظر رکھتے ہوئے بعض متاخرین علماء محققین نے بھی جواز کو راجح قرار دیا ہے' چنانچہ ان میں سے بعض علماء کرام کے فتاویٰ' آراء اور اقوال ملاحظہ ہوں:

محدث العصر حضرت شاہ محمد انور شاہ صاحب کشمیریؒ کا فتویٰ: محقق دوران' محدث العصر حضرت العلامہ مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیریؒ نے زمانہ حال کے ضرورت' حاجت اور سادات کو لوگوں کے سامنے دست سوال پھیلانے کی ذلت سے بچانے کیلئے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔ چنانچہ فیض الباری میں فرماتے ہیں: قلت: واخذ الزکاۃ عندی اسھل من السوال فافتی بہ ایضاً (فیض الباری ۵۲/۳) میں کہتا ہوں کہ زکوۃ لینا میرے نزدیک سادات کیلئے سوال کرنے سے زیادہ آسان ہے تو میں بھی اس پر فتویٰ دیتا ہوں کہ سادات کیلئے زکوۃ لینا جائز ہے۔ اور اپنے ملفوظات میں تفصیل کے ساتھ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک سید کو زکوۃ کا مال لینا سوال کرنے سے بہتر ہے امام رازیؒ وطحاویؒ بروایت امام ابی حنیفہؒ قائل جواز ہوئے ہیں اور امام رازیؒ کو فقہ فی النفس کا درجہ حاصل ہے اس لئے میں جواز کا فتویٰ دیتا ہوں (ملفوظات محدث العصر ۲۶٦) .... (جاری ہے)